باسمہ تعالیٰ شانہ

جمعیتہ علماء ہند کے دو فارمولے

(۱) سہارنپور کا فارمولا

مندرجہ ذیل تجاویز اجلاس مجلس عاملہ جمعیتہ علماء ہند منعقدہ ۳ اگست ۳۱ء میں بمقام سہارنپور منظور کی گئی ہیں۔ چونکہ جمعیتہ علماء کیا ہے علی میں ایک مقام پر اس کا ذکر آیا ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بھی شامل ضمیمہ کر دیا جائے۔ محمد میاں عفی عنہ

چونکہ ہندوستان کی مختلف ملتوں نے اس نازک ترین موقعہ پر اس وقت تک کوئی متفقہ فیصلہ نہیں کیا تھا۔ جس کو کانگریس ہندوستان کے متحدہ فیصلہ کی حیثیت سے گول میز کانفرنس میں پیش کر سکتی۔ اس لئے کانگریس کی مجلس عاملہ نے وقت کی انتہائی نزاکت کے لحاظ سے مختلف ملتوں کے غور و فکر کے لئے ایک فارمولا پیش کیا ہے اور اس کی تصریح کر دی ہے کہ یہ آخری فیصلہ نہیں ہے بلکہ اگر اس سے بہتر کوئی سکیم مختلف ملتوں کے اطمینان کے ساتھ کانگریس کے سامنے آئے تو اسے کانگریس بخوشی منظور کرے گی۔

اِس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ ہندوستان کی آئندہ حکومت

علہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے جو اس وقت جمعیتہ علماء ہند کے ناظم تھے اس فارمولا کو انگریزی اور اردو میں طبع کرا کر ہندوستان کی تمام جماعتوں اور سربرآوردہ حضرات کے پاس بھیجا تھا۔ محمد میاں عفی عنہ۔

خود اختیاری کے دستور اساسی کی بنیاد آزادی ایسے اصولوں پر ہونی چاہیئے جس میں تمام ملتوں کے جائز حقوق اور مفاد محفوظ ہوجائیں۔ اور اقلیتوں کو اکثریتوں کی جانب سے کسی قسم کا خوف وخطرہ نہ رہے اور ہندوستان کے لئے ترقی اور خوش حالی اور امن واطمینان کا راستہ کھل جائے۔ نیز اس امر کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ موجودہ حالت میں قومیت کے اعلیٰ تخیل پر دستور کی بنیاد رکھنی ناممکن ہے جیسا کہ کانگریس نے ابھی اسے تسلیم کیا ہے۔ تاہم قومیت متحدہ کے لئے جہاں تک ممکن ہو راستہ صاف کیا جائے

مجلس عاملہ نے کانگریس کے فارمولا پر غور کیا۔ مجلس عاملہ کی رائے میں کانگریس فارمولا کی دفعہ ۱ کا ضمن (ج) اور دفعہ ۲ کے ماتحت نوٹ کی عبارت کا ابہام اور دفعہ ۳ کا ضمن (ب) اور ۴ کی محتمل المعنیین عبارت اور دفعہ ۷ بلفظ بشرطیکہ سے آخر تک اور دفعہ ۸ میں اول سے آخر تک موجودہ صورت میں ناقابل قبول ہے۔

اس جلسہ کی رائے میں مسلمانوں کے اطمینان اور تمام ملتوں کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے حسب ذیل فارمولا کی منظوری ضروری ہے۔

یہ فارمولا دستور اساسی میں بنیادی دفعات کے طور پر درج کیا جائے گا اور دستور اساسی کا لازمی جزو ہوگا۔

فارمولا

(۱) ہندوستان کے مختلف ملتوں کے کلچر۔ زبان۔ رسم الخط۔ پیشہ۔ مذہبی تعلیم۔ مذہبی تبلیغ۔ مذہبی آزادی۔ مذہبی عقائد۔ مذہبی اعمال۔ عبادت گاہیں۔ اوقاف آزاد ہوں گے۔ حکومت ان میں مداخلت نہ کرے گی۔

(۲) دستور اساسی میں اسلامی پرسنل لا کی حفاظت کے لئے خاص دفعہ رکھی جائے گی جس میں تصریح ہوگی کہ مجالس مقننہ اور حکومت کی جانب سے اس میں مداخلت

نہ کی جائے گی اور پرسنل لا کی مثال کے طور پر یہ چیزیں فٹ نوٹ میں درج کی جائیں گی (مثلاً احکام نکاح۔ طلاق۔ رجعت۔ عدت۔ خیار بلوغ۔ تفریق زوجین۔ خلع۔ عنین۔ مفقود۔ نفقہ زوجیت۔ حضانت۔ ولایت نکاح و مال۔ وصیت۔ وقف وراثت تکفین وتدفین۔ قربانی وغیرہ۔

(۳) مسلمانوں کے ایسے مقدمات فیصل کرنے کے لئے جن میں مسلمان حاکم کا فیصلہ ضروری ہے مسلم قاضیوں کا تقرر کیا جائے گا اور ان کو اختیارات تفویض کئے جائیں گے۔

(۴) صوبوں اور فیڈرل اسمبلی میں اقلیتوں کے سیاسی اور دیگر حقوق کی حفاظت کے متعلق شکایات سننے اور فیصلہ کرنے کے لئے سپریم کورٹ قائم کیا جائے گا جو مختلف ملتوں کے ارکان پر مشتمل ہوگا۔ اس کے فیصلوں کی تنفید فیڈرل حکومت کرے گی

(۵) صوبہ سرحد اور بلوچستان اور ان صوبوں میں جو نئے قائم کئے جائیں طرز حکومت وہی ہوگا جو دیگر صوبوں میں قرار دیا جائے گا۔

(۶) سندھ کو علیحدہ مستقل صوبہ بنا دیا جائے گا اور اس کا نظم اس طرح قائم کیا جائے گا کہ اس کی آمدنی اس کے مصارف کو کافی ہو جائے۔

(۷) حق رائے دہی تمام بالغوں کو دیا جائے گا اور کسی صورت میں کوئی ایسا طریقہ قبول نہ کیا جائے گا جس سے کوئی ملت اپنے تناسب آبادی کے مطابق رائے دہندگی کے حق سے محروم رہ جائے۔

(۸) طریقہ انتخاب مخلوط ہوگا۔

(۹) پنجاب اور بنگال میں کسی ملت کے لئے ریزرولیشن نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی اقلیت ریزرولیشن کے لئے اصرار کرے ... تو تمام اقلیتوں کی نشستیں تناسب آبادی کے اعتبار سے ریزرو کر دی جائیں گی باقی صوبوں کی انتخابی مجالس اور فیڈرل اسمبلی میں اقلیتوں کی نشستیں تناسب آبادی کے مطابق ریزرو کر دی جائیں گی اور ریزرو نشستوں کے لئے مقابلہ کرنے کا حق بھی حاصل ہوگا۔

(۱۰) طرز حکومت وفاقی ہوگا۔ تمام صوبے کامل خود مختار ہونگے فیڈرل اسمبلی کو صرف وہی اختیارات دئے جائیں گے جن کا تعلق تمام ہندوستان کے ساتھ یکساں ہوگا۔ غیر مفوضہ اختیارات صوبوں کو حاصل ہونگے۔ الا یہ کہ تمام صوبے ...

کرلیں کہ غیر مفوضہ اختیارات فیڈرل اسمبلی کو دے جائیں۔

(۱۱) ملازمتوں پر تقرر ایک غیر جانبدار پبلک سروس کمیشن کی طرف سے کیا جائیگا جو لیاقت کا کم از کم معیار مقرر کرکے اس امر کا لحاظ رکھے گا کہ اس معیار ماتحت ہر ملت اپنے تناسب آبادی کے موافق حصہ پانے سے محروم نہ رہے نیز ماتحت ملازمتوں میں بھی کسی خاص فرقہ کی اجارہ داری نہ ہوگی تمام فرقوں کو ان کا واجبی حصہ ملے گا۔

(۱۲) وفاقی اور صوبجاتی حکومتوں کی وزارتوں میں اقلیتوں کی نمائندگی باہمی تفاہم کے ذریعہ قائم کردی جائے گی۔

(۱۳) دستور اساسی کی بنیادی دفعات میں کوئی تغیر ترمیم اضافہ اس وقت تک نہ ہوسکے گا جب تک تمام وفاقی اجزاء اسے منظور نہ کریں

(۱۴) یہ تمام دفعات ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک دفعہ بھی منظور نہ ہوئی تو تمام فارمولا کالعدم ہو جائے گا۔

جمعیۃ علما ہند کا سیاسی فارمولا

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس بصدارت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہٗ صدر جمعیۃ علماء ہند ۳۱ جنوری یکم ۲ فروری ۱۹۴۵ء کو دفتر جمعیۃ علماء ہند میں منعقد ہوا۔ مجلس عاملہ نے تین دن کی بحث و تمحیص کے بعد ہندوستان کے موجودہ جمود و تعطل کو دور کرنے اور مسلمانان ہند کے آئینی درجہ کو واضح کرنے کے لئے حسب ذیل فیصلہ کیا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اس جمود و تعطل کی حالت کو ملک و قوم کے لئے نہایت مضر اور حیات و ترقی کے لئے مہلک سمجھتا ہے۔ وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ ملک کی تمام معتدبہ جماعتیں اور عام پبلک حصول آزادی کے لئے بے چین و مضطرب ہے۔ اور ہر جماعت اپنی اپنی جگہ اور تمام افراد مختلف خیالات اور

فارمولے تجویز کر رہے اور شائع کر رہے ہیں۔ مجلس عاملہ اپنی رائے اجلاس لاہور منعقدہ ۱۹۴۲ء کی تجویز ۳ میں ظاہر کر چکی ہے آج پھر اس کی تجدید کرتی ہے اور اس کے آخری حصہ کی رفع اجمال کی غرض سے قدرے توضیح کر دینی مناسب سمجھتی ہے۔ یہ بات بدیہی اور مسلمات میں سے ہے کہ ہندوستان آزادی کی نعمت سے اس وقت تک متمتع نہیں ہو سکتا جب تک ہندوستان کی طرف سے متفقہ مطالبہ اور متحدہ محاذ قائم نہ کیا جائے اور ہندوستانی کسی متفقہ مطالبہ کی تشکیل اور متحدہ محاذ قائم کرنے میں جتنی دیر لگائیں گے اسی قدر غلامی کی مدت طویل ہوتی جائے گی۔ جمعیۃ علماء ہند کے نزدیک تمام ہندوستانیوں کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً یہ صورت مفید ہے کہ وہ حسب ذیل نکات پر اتفاق کر لیں اور اسی بنیاد پر حکومت برطانیہ کے سامنے متفقہ مطالبہ پیش کر دیں۔

(الف) ہمارا نصب العین آزادی کامل ہے۔

(ب) وطنی آزادی میں مسلمان آزاد ہوں گے۔ ان کا مذہب آزاد ہوگا۔ مسلم کلچر اور تہذیب و ثقافت آزاد ہوگی۔ وہ کسی ایسے آئین کو قبول نہ کریں گے جس کی بنیاد ایسی آزادی پر نہ رکھی گئی ہو۔

(ج) ہم ہندوستان میں صوبوں کی کامل خود مختاری اور آزادی کے حامی ہیں۔ غیر مصرحہ اختیارات صوبوں کے ہاتھ میں ہوں گے۔ اور مرکز کو صرف وہی اختیارات ملیں گے جو تمام صوبے متفقہ طور پر مرکز کے حوالہ کریں۔ اور جن کا تعلق تمام صوبوں سے یکساں ہو۔

(د) ہمارے نزدیک ہندوستان کے آزاد صوبوں کا وفاق ضروری اور مفید ہے مگر ایسا وفاق اور ایسی مرکزیت جس میں اپنی مخصوص تہذیب و ثقافت کی مالک نو کروڑ نفوس پر مشتمل مسلمان قوم کسی عددی اکثریت کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو، ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہ ہوگی۔ یعنی مرکز کی تشکیل ایسے اصول پر ہونی ضروری ہے کہ مسلمان اپنی مذہبی سیاسی اور تہذیبی آزادی

کی طرف سے مطمئن ہوں

تشریح:- اگرچہ اس تجویز میں بیان کردہ اصول اور ان کا مقصد واضح ہے کہ جمعیۃ علماء مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی اور تہذیبی آزادی کو کسی حال میں چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔ وہ بیشک ہندوستان کی وفاقی حکومت اور ایک مرکز پسند کرتی ہے کیونکہ اسکے خیال میں مجموعہ ہندوستان خصوصاً مسلمانوں کیلئے یہ مفید ہے مگر وفاقی حکومت کا قیام اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ صوبوں کیلئے حق خود ارادیت تسلیم کرلیا جائے اور وفاق کی تشکیل اس طرح ہو کہ مرکز کی غیر مسلم اکثریت مسلمانوں کے مذہبی سیاسی تہذیبی حقوق پر اپنی عددی اکثریت کے بل بوتے پر تعدی نہ کرسکے۔ مرکز کی ایسی تشکیل جسمیں اکثریت کی تعدی کا خوف نہ رہے باہمی افہام و تفہیم سے مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی صورت پر یا انکے علاوہ کسی اور ایسی تجویز پر جو مسلم و غیر مسلم جماعتوں کے اتفاق سے طے ہو جائے ممکن ہے۔

(۱) مثلاً مرکزی ایوان کے ممبروں کی تعداد کا تناسب یہ ہو۔ ہندو ۴۵ مسلم ۴۵ دیگر اقلیتیں ۱۰

(۲) مرکزی حکومت میں اگر کسی بل یا تجویز کو مسلم ارکان کی ۲/۳ اکثریت اپنے مذہب یا اپنی سیاسی آزادی یا اپنی تہذیب و ثقافت پر مخالفانہ اثر انداز قرار دے تو وہ بل یا تجویز ایوان میں پیش یا پاس نہ ہو سکے گی (۳) ایک ایسا سپریم کورٹ قائم کیا جائے جسمیں مسلم و غیر مسلم ججوں کی تعداد مساوی ہو اور جسکے ججوں کا تقرر مسلم و غیر مسلم صوبوں کی مساوی تعداد کے ارکان کی کمیٹی کرے۔ یہ سپریم کورٹ مرکز اور صوبوں کے درمیان تنازعات یا صوبوں کے باہمی تنازعات یا ملک کی قوموں کے اختلافات کا آخری فیصلہ کریگا نیز تجویز نمبر ۲ کے ماتحت اگر کسی بل کے مسلمانوں کے خلاف نہ ہونے میں مرکز کی اکثریت مسلم ارکان کی ۲/۳ اکثریت کے فیصلہ سے اختلاف کرے تو اسکا فیصلہ سپریم کورٹ سے کرایا جائے گا۔ (۴) یا اور کوئی تجویز جسے فریقین باہمی اتفاق سے طے کریں۔

(نوٹ) جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس عام منعقدہ ۴ر۵ر۶ر۷ رمئی ۴۵ء میں یہ فارمولا دوبارہ پیش کیا گیا تاکہ اجلاس لاہور کے فارمولے کی تشریح جو مجلس عاملہ نے ۱۳ جنوری اور فروری ۴۵ء کے اجلاس میں کی تھی اسکے متعلق اجلاس عام کی رائے حاصل کیجائے۔ چنانچہ بہت کافی بحث و تمحیص کے بعد جسمیں تقریباً ڈیڑھ دن صرف ہوگیا جسکے باعث اجلاس کو مزید ایک دن کی وسعت دینی پڑی۔ یہ فارمولا منظور ہوگیا۔ (محمد میاں عفی عنہ ناظم جمعیۃ علماء ہند)

از دفتر جمعیۃ علماء ہند دہلی

۱۷ شعبان سنہ ۶۴ھ

ارکان مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کی

خصوصی گزارش

مکرم و محترم زید لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج گرامی!

آپ کو معلوم ہوگا کہ جمعیۃ علماء ہند کے چودھویں سالانہ جلسہ میں جو گزشتہ مئی کے پہلے ہفتہ میں سہارنپور میں منعقد ہوا تھا۔ بالاتفاق یہ قرارداد منظور ہوئی تھی کہ جمعیۃ علماء ہند کے دفتر کی عمارت کے لئے ایک لاکھ روپیہ فراہم کیا جائے۔ جناب والا اس تجویز کی اہمیت اور ضرورت سے بے خبر نہ ہوں گے۔ یہ واقعہ ہے کہ جمعیۃ علماء ہند مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ مذہبی اور سیاسی جماعت ہونے کی حیثیت سے اپنے سامنے دفتر کی تعمیر کے لئے ایک وسیع اور عظیم الشان پروگرام رکھتی ہے جس میں مسلمانوں کی ذہنی و اخلاقی اصلاح۔ تبلیغ اسلام۔ معترضین کا رد اور ان کا مؤثر جواب۔ عام ذہنیت کو استوار کرنا۔ عام و خاص میں مسائل حاضرہ سے دلچسپی پیدا کرنا۔ تعلیمی و اقتصادی اصلاح کے لئے جدوجہد کرنا۔ دارالافتاء کا قیام۔ یہ تمام چیزیں شامل ہیں۔ ان کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ جمعیۃ کے پاس ایک بڑا اور وسیع دفتر نہ ہو جس میں مختلف شعبوں کے الگ الگ دفاتر قائم کئے جا سکیں۔ یہ ایک ایسی کھلی اور واضح حقیقت ہے جس پر آپ ایسے بیدار مغز اور روشن خیال بزرگ کے سامنے مزید تفصیل سے عرض کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

اس موقعہ پر یہ گزارش کرنا بھی ضروری ہے کہ جمعیۃ کے سالانہ اجلاس میں اگرچہ ایک لاکھ روپے کی ضرورت کا اعلان کیا گیا تھا لیکن یہاں آکر مقامی حالات کا

جائزہ لینے اور مختلف عمارتوں کو دیکھنے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ دفتر کی ضرورتوں
کے شایانِ شان کوئی عمارت ڈیڑھ لاکھ روپے سے کم میں تعمیر نہیں ہوسکتی۔ ظاہر
ہے کہ اس کام کی تکمیل جو ملّت اسلامیہ کی تعمیر کے لئے ایک اساس کا حکم رکھتی
ہے آپ ایسے مخیر حضرات کی امداد و اعانت ہی سے ہوسکتی ہے۔

اس بنا پر امید ہے کہ جناب والا اس مختصر درخواست پر شایان شان توجہ
فرمائیں گے اور اپنی پہلی فرصت میں اس کار خیر میں اپنی شرکت کی اطلاع سے
ہم کو شکر گزار ہونے کا موقع دیں گے۔

الملتمسین

سید حسین احمد غفرلہٗ (صدر جمعیۃ علماء ہند) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ ابوالکلام
فقیر احمد سعید کان اللہ لہٗ (نائب صدر جمعیۃ علماء ہند) سید محمد داؤد غزنوی (نائب صدر جمعیۃ علماء ہند)
سید فخر الدین احمد غفرلہٗ (مراد آباد) محمد صادق عفا عنہ (کراچی) عبدالصمد رحمانی (بہار)
احقر الانام احمد علی عفی عنہ (لاہور) عبدالحلیم صدیقی۔ سید منت اللہ رحمانی (بہار)
سید گل بادشاہ (سرحد) سید شاہد میاں فاخری (الٰہ آباد) بشیر احمد غفرلہٗ
سید طفیل احمد کاظمی (علیگڑھ) سید عبداللہ بریلوی (بمبئی) سید نوشیر علی (اسپیکر بنگال اسمبلی)
مزمل علی عفی عنہ (سلہٹ) محمد نعیم لدھیانوی (ناظم جمعیۃ علماء ہند)
محمد میاں (ناظم جمعیۃ علماء ہند) محمد حفظ الرحمٰن (ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند)

نوٹ:۔ ترسیل زر کے لئے یہ پتہ کافی ہے:۔

ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند، گلی قاسم جان دہلی